سوال

ں کافر(1/1کا ار

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ل ایمان کے مقابلے میں کافروں کا کردار اوران رویہ کیسا تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

تہ!

مد!

دلائل ایمان کے مقابلے میں کافروں کا کردار

کے دلائل بہت زیادہ ہیں، جتنی اللہ کی مخلوق ہے اتنے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کے دلائل ہیں، اس لیے ہر مخلوق اپنے خالق کے وجود کا اعلان کرتی ہے، لیکن منکرین خدا ان دلائل سے کچھ حاصل نہیں کرسکتے، اس لیے کہ ان کے دل ہی بیمار ہیں، ہدایت کو پالینے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور مریض دلوں کا حال کچھ

نَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ(٣) (الحج)

ض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔''

ر کا حال یہ ہوتا ہے کہ بڑے گھمنڈ سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا (١٤) (النمل)

ں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے۔''

، کافر ہمیشہ حق و باطل کو گڈمڈ کر کے حقیقت واقعہ الجھانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

سُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (٤٢) (البقرۃ)

طل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔''

، کافروں کی ایک پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے سے دوسروں کو روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

، الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا (١٦٧) (النساء)

، لوگ اس حق کو ماننے سے خود انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو خدا کے راستے سے روکتے ہیں وہ یقیناً گمراہی میں حق سے بہت دور نکل گئے ہیں۔''

لفر پر چلنے کے لیے اندھی تقلید:

، حق کی واضح ترین نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ناقابل تردید دلائل مل جانے کے بعد بھی وہ ایمان کو قبول نہیں کرتے، بلکہ بلا دلیل کفر کو سینے سے لگا لیتے ہیں، آباؤاجداد کی اندھی تقلید کے علاوہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس رویے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

ذَا قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ (١٠٤) (المائدۃ)

، ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس قانون کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ پیغمبر کی طرف تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (کیا یہ باپ دادا ہی کی تقلید کیے چلے جائیں گے) خواہ وہ کچھ نہ جانتے ہوں اور صحیح راستے کی انہیں خبر ہی نہ ہو۔'

ہ کے کارخانے:

اہل ایمان کو نعمت ہدایت سے محروم رکھنے کے لیے منکرین حق کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ شکوک وشبہات گھڑے جائیں اور ان کی خوب خوب تشہیر کی جائے۔ جو آدمی اپنے عقیدے سے ناواقف ہوگا وہ کسی نہ کسی درجے میں متاثر ہو کر رہے گا اور ملحدین کے شبہات سے بچ نہ پائے گا۔

ٰg سے کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

لَةً (٥٥) (البقرۃ)

یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں......''

ھنے والی عقل کو تسلیم کرتے ہیں، ہوا کے وجود کو مانتے ہیں اور زمین میں موجود کشش ثقل کی طاقت کو تسلیم کرتے ہیں جو چیز کو زمین کی طرف کھینچ لاتی ہے، اور ریڈیائی لہروں کو تسلیم کرتے ہیں جو آواز دور دور سے کھینچ لاتی ہے، حالانکہ انہوں نے نہ عقل کو دیکھا ہے نہ ہوا کو دیکھا ہے اور نہ ہی کشش ثقل رکھنے والی

ین حق کا فر تکبر کی روش چھوڑ کر اس بات پر غور کرتے کہ ان کی کمزور نگاہ تو اس ہوا کو بھی نہیں دیکھ سکتی جو مسلسل انہیں چھوتی رہتی ہے، اور نہ ہی یہ نگاہ دور کی چیزیں دیکھ سکتی ہے، تو اس کے بعد یقیناً وہ اس نتیجے پر پہنچتے کہ وہ خود اور زمین و آسمان کی حدود میں جو کچھ موجود ہے یہ ایسے اثرات اور کھلی کھلی نشانیا

ری نگاہ تو ستاروں کو نہیں دیکھ سکتی حالانکہ ستاروں کو آسمان کی زینت قرار دیا گیا ہے، تو یہ کمزور نگاہ اس ذات اقدس کا ادراک کس طرح کر سکتی ہے جو عرش پر مستوی و متمکن ہے۔ اور یہ ساتوں آسمان اللہ رب العزت والجلال کی کرسی کی عظمت کے مقابلے میں بس اتنے سے ہیں جیسے سات درہموں کو ڈھال

اس دنیا میں جب انسان کی نگاہ سورج کو براہ راست نہیں دیکھ سکتی تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کو کس طرح دیکھ سکے گی؟ اور اس ہستی کا مقدس مقام تو یہ ہے کہ کوئی چیز اس جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔

ہ پہلے ایسے ہو چکا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی درخواست کی تو جو کچھ ہوا اس کو قرآن حکیم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

مَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا (١٤٣) (الاعراف)

س کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔''

. مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی کہ ''اے رب مجھے اپنا دیدار کرا دیجیے کہ میں تجھے دیکھوں۔'' فرمایا: ''تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، ہاں ذرا سامنے پہاڑ کی طرف دیکھو، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔'' چنانچہ اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلیٰ

ز، انجینئرز اور محقق اساتذہ جن چیزوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر لوگوں کو بتلاتے ہیں

کافروں سمیت تمام لوگ ان پر اعتمار کر کے مان لیتے ہیں، اس لیے کہ خبر دینے والے سامعین کے نزدیک قابل اعتماد ہوتے ہیں۔ اگر کافر اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دیں تو وہ بھی اپنے رب کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں، اور یہ اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسولوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ یہ انتہائی سچے اور پارسا لوگ

[فتاویٰ علمائے حدیث]

ص09ہ